سولھویں قسط

تاریخِ طبری کے مآخذ

نوشتہ :۔ ڈاکٹر جواد علی ، عراق اکادمی بغداد
ترجمہ :۔ نثار احمد فاروقی ، دہلی کالج ، دہلی

(۱۶)

[سلسلے کے لئے ملاحظہ ہو : برہان جون ۱۹۶۹ء]

حقیقت یہ ہے کہ علمائے شعر ولغت اس شخص سے گھبراتے تھے۔ کیونکہ یہ کلام عرب کا عالِم تھا اور اس لئے پھر بااتار نے یا گھڑ لینے میں بھی مہارت رکھتا تھا۔ الاصمعی نے کہا تھا " حماد سب سے زیادہ عالم تھا بشرطیکہ وہ بھلا مانس رہے۔ یعنی اخبار و اشعار میں گھٹائے بڑھائے نہیں۔ کیونکہ اس پر یہ الزام ہے کہ وہ خود شعر کہتا تھا۔ اور شعرائے عرب کے نام سے مشہور کر دیتا تھا"۔ اور المفضّل الضبی کا قول ہے " حماد الراویہ کی وجہ سے شاعری پر وہ چیز غالب آگئی ہے۔ جس نے ایسی گڑبڑ پیدا کر دی ہے جو قیامت تک ٹھیک نہیں ہو سکتی۔ اس پر لوگوں نے کہا کیا وہ روایت میں غلطی کرتا ہے یا تلفظ خراب ہے؟ اس نے کہا " کاش ایسا ہی ہوتا! اہل علم غلط کو صحیح تو کر لیتے! مگر وہ تو لغات عرب اور اشعار کا عالم ہے، اور شاعروں کے انداز و اسلوب کا جاننے والا ہے۔ ان کے مطالب کو پہچانتا ہے، چنانچہ خود ایسے شعر گھڑ لیتا ہے جو کسی شاعر کے رنگ سے ملتے جلتے ہوں۔ اور اس کے کلام میں شامل کر دیتا ہے، پھر یہ اس کی روایت سے ساری دنیا میں پھیل جاتے ہیں، اور قدما کے اشعار میں ایسے مخلوط ہو جاتے ہیں کہ صحیح کو غلط سے تمیز کرنا مشکل ہو جاتا ہے، صرف کوئی عالم اور ناقد ہی ان کو پرکھ سکتا ہے اور ایسا کوئی ہے کہاں؟ [1] تو یہ ہے وہ حماد جس کا رواۃ شعر میں شمار ہے۔ اور بھی کچھ لوگ ہیں جنہوں نے ایسی ہی حرکتیں کی ہیں۔

عمر کسری المسعودی نے ملوک الطوائف کی خبریں ابو عبیدہ کی ایک کتاب سے نقل کی ہیں جو اس نے اہل فارس کے اخبار میں لکھی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی روایت اس نے عمر کسری سے لی تھی [2]۔ غالباً اس کی مراد وہ کتاب ہے جسے

---

[1] الارشاد ۴ / ۱۴۰

[2] مروج الذہب ۱ / ۱۹۹

ابن الندیم "کتاب فضائل الفرس" کہتا ہے [۱]

غالباً ابوعبیدہ نے اپنی کتاب میں ایرانیوں سے متعلق اخبار کی حد تک عمر کسریٰ کی تحقیقات پر بھروسہ کیا ہے۔ اسی لئے المسعودی نے یہ لکھا ہے کہ اس نے عمر کسریٰ سے روایت کی ہے [۲] المسعودی نے ابوعبیدہ کی اور کتابوں کا بھی ذکر کیا ہے۔

جن سے اس نے اخذ کیا۔ ان میں ایک کتاب "مقاتل فرسان العرب" بھی ہے۔ المسعودی نے اس کا مقابلہ ایک اور کتاب سے کیا ہے۔ جسے وہ مقاتل فرسان العجم کہتا ہے۔ [۳] دوسری کتاب "مناقب قریش" ہے جس سے المسعودی نے حلف المطیبین [۴] کے اخبار لئے ہیں۔ اسی طرح ایک کتاب الدیباج ہے۔ اس کی طرف اشارہ اوفیاء عرب (بات کے دھنی) کے حالات میں ملتا ہے۔ [۵]

یہ عمر کسریٰ ان لوگوں میں تھا جو ایران کے بارے میں معلومات اور وہاں کے بادشاہوں کی تاریخ سے واقفیت رکھنے میں مشہور تھے۔ اسی باعث اس کا لقب عمر کسریٰ پڑ گیا تھا۔ [۶]

الہیثم بن عدی

اور الہیثم بن عدی ابوعبدالرحمن [۷] (متوفی ۲۰۶ھ یا ۲۰۷ھ) بھی اخبار، انساب اور شعر کے علماء میں سے ہے۔ ان موضوعات پر اس کی متعدد تصانیف ہیں۔ جن میں کتاب اخبار الفرس، کتاب تاریخ العجم و بنی امیہ اور تاریخ کی چند کتابیں شامل ہیں۔ جن میں التاریخ علی السنین بھی ہے [۸] یہ عربی کی قدیم ترین کتابوں میں سے ہے۔ جن میں تاریخی واقعات سنہ وار درج ہوئے ہیں۔ لیکن یہ ناپید ہے۔ اور ہم تک اس کا کوئی نسخہ نہیں پہنچا۔

---

[۱] الفہرست/ ۶۰، لوفیات ۲/ ۳۰۴ [۲] المروج ۱/ ۲۴۱ [۳] التنبیہ/ ۹۰ نیز بروکلمان (ضمیمہ)/ ۱۶۲ [۴] التنبیہ/ ۱۸۰ [۵] الغار/ ۲۰ [۶] المروج ۱/ ۱۶۹ [۷] الفہرست ۱۴۵ الوفیات ۲/ ۲۴۹ و بعد ۱، ارشاد ۷/ ۲۶۰، الیافعی، المرآۃ ۲/ ۳۲، الخطیب، تاریخ بغداد ۱۴/ ۵۰، الصفدی، الوافی ۱/ ۵۱ [۸] الفہرست/ ۱۴۵، الوفیات ۲/ ۲۴۹

تاریخ طبری میں الہیثم بن عدی کا نام ۳۱ جگہ آیا ہے۔[1] ان مواقع کا ہم آگے ذکر کریں گے۔

قبیلہ طی کا ذکر کرتے ہوئے المسعودی نے بھی الہیثم ابن عدی کا نام لیا ہے۔[2] یہ شاید اس نے ابن عدی کی کتاب سے اخذ کیا ہے۔ جسے ابن الندیم "کتاب اخبار طی و نزولہا الجبلین" کہتا ہے[3] دوبارہ اس نے وہ کتاب التنبیہ والاشراف میں اس کا ذکر بصرہ کی آبادکاری کے بیان میں کیا ہے۔[4] الہیثم کی ایک تصنیف کتاب قضاۃ الکوفہ والبصرہ تھی۔ اور دوسری کتاب فخر اہل الکوفہ علی البصرہ ہے۔ وہ سب سے پہلے اقسام خطبہ لکھنے والوں میں بھی ہے۔ چنانچہ اس کی ایک کتاب خطط الکوفہ کا نام بھی ملتا ہے[5] ان کے علاوہ بھی کچھ تصانیف تھیں جو اب نہیں ملتیں۔

سیف بن عمر الطبری نے فتح ایران و عراق کے سلسلے میں ساسانیوں کی حکومت کے آخری زمانے تک کے حالات میں سیف کی روایات پر اعتماد کیا ہے۔ یہ سیف بن عمر التمیمی او الضبی الاسدی (متوفی ۱۸۰ھ) ہے[6] یہ تاریخ اسلام پر عموماً اور ردہ اور فتوح کے موضوع پر خصوصاً وسعتِ معلومات کے لئے مشہور ہے۔ اس نے مشہور اخباریوں اور ماہرین انساب سے اخذ کیا۔ جن میں ہشام بن عروہ، محمد بن اسحٰق مؤلف السیرۃ، محمد بن السائب الکلبی اور طلحہ بن الاعلم وغیرہ شامل ہیں۔ ابن الندیم نے اس کی تصانیف میں کتاب الفتوح الکبیرہ، کتاب الردہ، کتاب الجمل اور سیرۃ عائشہ و علی کا ذکر کیا ہے[7]

---

[1] تاریخ طبری (فہرست) مرتبہ دی خوے / ۶۱۹ [2] التنبیہ / ۱۷۷
[3] الفہرست / ۱۴۵ [4] التنبیہ / ۲۰۷ [5] الفہرست / ۱۴۶
[6] التہذیب ۴ / ۲۹۵ [7] الفہرست / ۱۲۷

مگر اہل حدیث نے اسے ضعیف، گھڑنے والا اور زندیق کہا ہے۔ ابو حاتم نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ یہ "متروک الحدیث" ہے۔ اس کی احادیث الواقدی جیسی ہوتی ہیں۔ [۱]

تاریخ طبری میں سیف کا نام تین سو سے زائد مقامات پر آیا ہے۔ پہلی بار سنہ ۱۰ھ کے حالات میں ملتا ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ مسیلمہ نے رسول اللہ کی حیات میں نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔ اور آخری حوالہ سنہ ۳۶ھ کے حوادث میں آیا ہے۔ جہاں علی بن ابی طالب کے صفین میں خروج کا ذکر ہے۔ اس کے بعد طبری نے اس کی کوئی روایت درج نہیں کی ہے۔ [۲]

ہشام بن عروہ

جن مشائخ سے سیف نے اخذ کیا ان میں ہشام بن عروہ (متوفی ۱۴۶ھ یا ۱۴۷ھ) ہیں [۳] جو مدینہ کے محدث اور نساب اور اخباری تھے۔ انہوں نے اپنے باپ عروۃ بن الزبیر اور چچا عبداللہ بن الزبیر سے اخذ کیا تھا۔ ہشام نے عراق اور کوفہ کا سفر بھی کیا تھا اور خلیفہ المنصور سے ملے تھے۔ ان سے اہل کوفہ نے عروہ کی احادیث اخذ کیں۔ خاص طور سے وہ احادیث جو عروہ نے عائشہ سے روایت کی ہیں۔ ان کے ہم وطنوں نے ان پر یہ الزام لگایا ہے کہ وہ حدیث میں اہل عراق کا بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں۔ اور اہل مدینہ کے بیان میں کنجوس ہیں۔ بظاہر عروہ نے اہل کوفہ اور عراق سے اہل عراق کی احادیث بیان کی ہیں، اہل مدینہ اپنی احادیث پر ان کی حدیث کو فضیلت کیا دیتے وہ خود ہی حدیث و اخبار رسول سے خوب واقف تھے۔ کیونکہ ان کے لئے تو گھر کی بات تھی۔

---

[۱] التہذیب ۴/۲۹۵ [۲] فہرست الطبری / ۲۶۲
[۳] التہذیب ۱۱/۵۱

اس میں شبہ نہیں کہ الطبری نے ردّہ کے بیان میں سیف کی جس کتاب سے مدد لی ہے وہ کتاب الفتوح الکبیر والردّہ ہی ہے[۱] یہ کتاب اتنی معروف ہوئی کہ سیف بھی اس کی نسبت سے مشہور ہو گیا[۲] ابن الندیم نے اس کی ایک اور تالیف کا ذکر کیا ہے جس کا نام وہ کتاب الجمل اور سیر عائشہ وعلی بتاتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہی وہ کتاب ہے جس سے الطبری نے معرکۂ جمل سے متعلق سیف کی روایات اخذ کی ہیں۔ سیف نے اس معرکہ کے حالات چشم دید راویوں سے لئے تھے جن کے نام الطبری نے بھی دئے ہیں۔ اس طرح اس نے اس افسوسناک جنگ کی صحیح خبریں اور اس کے ان سیاسی اسباب کا بیان محفوظ کر دیا ہے جن کے دور رس اور اہم نتائج جزیرۂ عرب اور عالم اسلام پر مرتب ہوئے۔

مگر یہ روایات چھان پھٹک اور بحث کی محتاج ہیں۔ بروکلمان کا خیال ہے کہ سیف سے جو روایات بیان کی جاتی تھیں وہ ان کی تحقیق نہیں کرتا تھا۔ بلکہ اس میں قبیلہ تمیم کو بڑھاوا دینے کے لئے اور مبالغہ کر دیتا تھا۔ کیونکہ وہ خود قبائلی عصبیت رکھتا تھا[۳]۔ یہ رائے خود بحث ونظر کی محتاج ہے۔ اور یہ دعویٰ کہ الطبری نے ان باتوں کو ملحوظ رکھا ہے۔ اور اس لئے وہ انہیں قبول کرنے سے ہچکچاتا تھا۔ اور وہ بعض روایات کے چھوڑنے پر بھی مجبور ہوا[۴] سو اس کی تصدیق الطبری کی کتاب سے تو ہوتی نہیں۔ مثلاً اخبار ردّہ میں الطبری نے اسے پہلا ماخذ قرار دیا ہے۔ اور دوسرے مراجع پر فضیلت دی ہے۔ اور معرکۂ جمل کی خبروں میں بھی اس کی روایات کو نمایاں امتیاز حاصل ہے۔ پھر یہ کہ اصلی کتاب تو آج تک ناپید ہے۔ پھر کیسے یہ اندازہ

---

[۱] الفہرست / ۱۳۷۔ طبری نے اس کا ذکر تو کیا ہے نام نہیں لکھا دیکھو جلد ۴ / ۱۵۳ فتح حمص بروکلمان (ضمیمہ) ۲۱۳ - ۲۱۴ - [۲] التہذیب ۴ / ۲۹۵ [۳] الفہرست / ۱۳۷ [۴] بروکلمان ضمیمہ / ۲۱۴

ہوا کہ الطبری نے سیف کی وہ روایات چھوڑ دیں جو تمیم کی فضیلت ظاہر کرنے کے لئے تھیں؟

اور السری کا نام تاریخ طبری میں ۱۴۲ سے زیادہ موقعوں پر ملتا ہے، سب سے پہلے اخبار ردّہ میں اور آخری بار ۱۴۵ھ کے حوادث میں۔ جو المنصور کا زمانہ ہے یہ شہر بغداد کی تعمیر کے بیان میں آیا ہے۔ طبری نے السری کے لئے ایسا صیغہ استعمال کیا ہے جو وہ عام طور پر نہیں کرتا۔[1] جیسے "ذکرِ عن السری" اور دوسرے مواضع پر یوں کہتا ہے "مجھ سے السری نے بروایت شعیب بیان کیا۔ یا "مجھے السری نے بروایت شعیب لکھا۔ یا "جو السری کو شعیب کی روایت سے لکھا گیا" اس سے قدرتی طور پر یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ الطبری اس سے خط و کتابت کر کے معلومات حاصل کرتا تھا اور السری اسکے لئے سیف بن عمر کی کتابیں نقل کر کے بھیجتا تھا جو اس کے اپنے ذخیرے میں تھیں۔

السری بن یحییٰ یہ السری بن یحییٰ، شعیب بن ابراہیم الکوفی کے راویوں میں سے ہے[2] اس نے سیف بن عمر کی کتابوں کی روایت کی اس کے متعلق ابن حجر العسقلانی کا قول ہے کہ "اس میں جہالت ہے" وہ معروف بھی نہیں ہے، اس نے احادیث اور اخبار کی روایت کی ہے۔ اور وہ کچھ عیار بھی ہے[3] مگر افسوس ہے کہ تاریخ طبری میں اتنی کثرت سے حوالہ آنے کے باوجود ہم ان دونوں کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے۔ ابن الندیم کا یہ خیال غلط ہے کہ "سیف

---

[1] الطبری طبع ثالث ۲۷۶/۱ طبع لیدن۔ حوادث ۱۴۵ھ

[2] الطبری ۱۲۴/۴ (طبع مصر) طبع لیدن۔ طبع اول ۱۱۹۷/۱، ۱۸۴۵

[3] لسان المیزان ۱۴۴/۳، میزان الاعتدال ۴۴۷/۱

نے شعیب بن ابراہیم سے روایت کی ہے"[1] کیونکہ شعیب وہی شخص ہے جس نے سیف ابن عمر کی کتابوں کو روایت کیا۔ ابن الندیم اور دوسرے تراجم رجال لکھنے والے جو شعیب بن ابراہیم اور السری کے باب میں خاموش ہیں۔ اس کا سبب بظاہر یہ ہے کہ یہ دونوں صاحب تالیف نہیں تھے۔ صرف سیف کی کتابوں کے راوی تھے تاریخ طبری سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سیف کی کتابیں السری بن یحیٰی کے پاس تھیں، اور الطبری نے ان میں سے کچھ اجزا کی قراءت السری کے سامنے کی تھی اور کچھ باتوں کو لکھ کر اخذ کر لیا تھا۔

عبیداللہ بن سعد الزہری سیف بن عمر کی کتابوں سے اخذ کرنے میں الطبری نے ایک اور طریقہ بھی اختیار کیا ہے یہ عبیداللہ بن سعد الزہری[2] بن ابراہیم بن سعد بن عبدالرحمن بن عوف ابو الفضل البغدادی نزیل سامرا (متوفی ۲۶۰ھ) کا واسطہ ہے[3] انہوں نے اپنے باپ سے اور چچا یعقوب سے اور بھائی ابراہیم بن سعد اور یونس بن محمد کے حوالے سے روایت کی ہے۔ اور خود ان سے ثقات کے ایک گروہ نے اخذ کیا۔ جو مشاہیر اہل حدیث میں ہیں۔ مثلاً بخاری، ابو داؤد، ترمذی، نسائی ابن ابی عاصم، البغوی، ابن ابی الدنیا وغیرہ۔

ان کا نام تاریخ طبری میں چالیس جگہ آیا ہے[4] جہاں ان کے بیان کا حوالہ ہے عبیداللہ نے سیف کے اقوال اپنے چچا یعقوب بن ابراہیم بن سعد الزہری نزیل بغداد

---

[1] الفہرست / ۱۳۷

[2] طبع لیدن میں ہے: عبیداللہ بن سعید الزہری، مگر یہ غلط ہے۔ صحیح سعد ہی ہے

[3] تہذیب التہذیب ۷ / ۱۵۔

[4] فہرس الطبری / ۳۶۷

(متوفی ۲۰۸ھ)[1] سے اخذ کیا۔ یہ سیف بن عمر کے اور بعض دوسرے اخباریوں کے راوی تھے۔ ان کے پاس ایسی کتابیں تھیں جن میں احادیث نبوی جمع کی گئی تھیں۔ اور الزہری کی کتابیں بھی انہوں نے اپنے باپ ابراہیم بن سعد سے بحوالہ الزہری اخذ کی تھیں۔ پھر اس سے اور لوگوں نے لکھا۔

یعقوب بن ابراہیم اس کے مشائخ کی فہرست دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ یعقوب صرف ایک محدث ہی نہیں تھا۔ بلکہ اصحاب تاریخ و ادب میں سے تھا اور شعر کا راوی تھا۔ اس کا نام تاریخ طبری میں ۳۹ جگہ آیا ہے۔ پہلی بار ۱۰ھ کے حوادث میں جہاں حجۃ الوداع کا بیان اور رسول اللہ کے مرض وفات کا ذکر ہے[2] یہ اس نے سیف کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک روایت جو ۱۱ھ کے کچھ حوادث سے متعلق ہے سیف ہی کے حوالے سے بیان ہوئی ہے۔

ان دو روایتوں سے[3] نیز دوسری روایات سے جو اس نے سیف بن عمر سے لی ہیں اور جو رسول اللہ کی وفات، ابوبکر کی بیعت اور سقیفہ وغیرہ سے[4][5] متعلق ہیں، اندازہ ہوتا ہے کہ سیرۃ اور اسلامی واقعات پر سیف کی کچھ اور کتابیں بھی تھیں۔ لیکن انہیں وہ شہرت نہیں ملی جو ان کتابوں کو نصیب ہوئی۔ جن کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ شاید ابن الندیم کے زمانے سے پہلے ہی یہ ضائع بھی ہو گئیں۔

الطبری نے جو اخبار یعقوب بن ابراہیم کے حوالے سے درج کئے ہیں ان میں اکثر سیف ہی سے آئے ہیں۔ اور اس کی تصانیف سے لئے گئے ہیں۔ اس کا قرینہ یہ ہے کہ تاریخ طبری اور یعقوب الزہری و شعیب بن ابراہیم کی روایات کا متن یکساں ہے

---

[1] تہذیب التہذیب ۱۱/ ۳۸۰ [2] الطبری (پہلا ایڈیشن) ۴/ ۱۷۴۹ [3] الطبری ۴/ ۱۷۹۴ [4] الطبری ۴/ ۱۸۲۴ - ۱۸۲۵ [5] الطبری ۴/ ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۷، ۱۸۴۹۔

ابوروق الہمدانی فتوح کے بیان میں بھی الطبری نے سیف کی کتاب پر اعتماد کیا ہے۔ اور اس کتاب کا متن اکثر السری بن یحییٰ کے حوالے سے اخذ کیا ہے۔ عہد عثمانی کے فتنوں کے ذکر میں بھی اسی کا حوالہ ہے، مثلاً فتنہ "عبداللہ بن سبا" جو ۳۳ھ میں بصرہ میں ظاہر ہوا۔ اسے سیف نے عطیہ بن الحارث ابوروق الہمدانی سے لیا تھا، جو کوفہ کے بڑے راویوں میں اور مشہور مفسروں میں شمار ہوتا ہے۔ اس کا بیان گذر چکا ہے۔ یہ عکرمہ اور الشعبی اور الضحاک بن مزاحم کے راویوں میں سے ہے[1] الطبری نے ۴۶ جگہ اس کا نام لیا ہے[2] اس نے زمانہ ماقبل اسلام کے اخبار میں بھی کچھ جملے بیان کئے ہیں۔ جو اس کی تفسیر سے ماخوذ ہیں۔ الطبری کو اس کی اجازت اس کے شیخ محمد بن ابی منصور الآملی نے بواسطہ علی بن الہیثم[3] بواسطہ المسیب بن شریک، ابوسعید التمیمی الکوفی شعری تھی۔ الآملی کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ضعیف راویوں اور متروکین میں سے ہے۔ اس نے ابوروق سے انہوں نے ضحاک بن مزاحم صاحب تفسیر سے روایت کی ہے۔

المثنیٰ بن ابراہیم الطبری کے شیوخ میں سے ایک اور نے بھی ضحاک کی تفسیر بروایت ابوروق بیان کی ہے۔ یہ المثنیٰ بن ابراہیم الآملی ہیں جنہوں نے علی بن الہیثم سے انہوں نے المسیب بن شریک سے انہوں نے ابوروق سے روایت کیا۔ المثنیٰ کا نام تاریخ طبری میں اٹھائیس جگہوں پر آیا ہے[4] یہ سب تاریخ ماقبل اسلام یا اسرائیلیات کے ذیل میں ہے، سوائے ایک قبلہ کے بیان میں، اگرچہ اسے

---

[1] تہذیب التہذیب / جلد ۷ : ۲۲۴ [2] فہرس الطبری / ۱۹۶ [3] علی بن الہیثم البغدادی سے بخاری نے اور محمد بن علی الطبری اور حسین بن اسماعیل المحاملی وغیرہ نے روایت کی ہے، تہذیب التہذیب ۷/ ۲۹۴ [4] لسان المیزان ۶/ ۲۶ [5] فہرس الطبری / ۴۹۷۔

بھی یہودیات سے علاقہ ہے[1] یہ اصحاب تفاسیر میں سے تھے یا تفسیر کی روایت کرتے تھے۔ ان کی اکثر روایات اسحاق بن الحجاج سے ہیں[2]

یزید الفقعسی عطیہ بن الحارث ابو روق نے یزید الفقعسی سے انہوں نے ابو العریف سے بھی روایت کی ہے۔ تاریخ طبری میں یزید الفقعسی کا نام پانچ جگہ ملتا ہے۔ یہ حوادث عثمان و علی کے ذیل میں آیا ہے۔[3] ان سے عبداللہ بن سبا کا قصہ بھی[4] روایت ہوا ہے۔ اسی طرح ابوذر الغفاری کا قصہ اور مسلمانوں کی دولت کے سلسلے میں ان کے خیالات، عبداللہ بن سبا کی بصرہ میں آمد اور اس کا حکیم بن جبلہ کے گھر ٹھہرنا[5]۔ جو فتنۂ بصرہ کا لیڈر رہ چکا تھا پھر ابن سبا کی تحریک اس کا نسب اور اطراف و جوانب سے اس کی مراسلت[6] کرنے کا بیان روایت ہوئے ہیں۔

اس سے معلوم ہوگا کہ سیف نے جو کچھ یزید الفقعسی سے لیا ہے وہ ایک خاص موضوع سے متعلق ہے۔ یعنی وہ فتنہ ہے جو عثمان بن عفان کے خلاف اٹھا تھا۔ اس فتنے کی یہی وحید روایت ہے۔ دوسری روایات جو اور کتابوں میں ملتی ہیں، وہ روایات سیف ہی کی صدائے بازگشت ہیں۔ ان کا مناسب تذکرہ تاریخ طبری کے مآخذ کے سلسلے میں وہاں کیا جائے گا۔ جہاں عہدِ عثمانی سے افسوسناک حالات کا بیان ہوگا۔

---

[1] الطبری (پہلا ایڈیشن) / ۱۲۸۰ [2] الطبری / ۷۸۵
[3] الطبری / ۲۸۴۹، ۲۸۵۸، ۲۹۲۲، ۲۹۴۲
[4] الطبری / ۲۸۵۸ [5] الطبری / ۲۹۲۲
[6] الطبری / ۲۹۴۲